ایک اور رفیقِ ہجرت

حبشی نژاد غلام زادے کی خوش بختی

شاہ بلیغ الدین

صفر کے آخری دن تھے یا ربیع الاوّل کے ابتدائی دن، طبقات ابن سعد سے معلوم ہوتا ہے کہ صفر کی آخری تاریخیں تھیں۔ ابھی ہجری سنہ شروع نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس واقعے کے بعد شروع ہوجائے گا۔ مکے کے جنوب میں کوئی تین میل کے فاصلے پر ایک اونچا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں ایک غار ہے۔ اس کے آگے سے مسلسل تین دن تک بکریوں کا ایک ریوڑ صبح و شام گزرتا رہا۔ اللہ کے دو برگزیدہ بندے اس غار میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ روزانہ شام کو ان کے پاس تازہ ترین اطلاعات پہنچتی رہتی تھیں

یہ کام سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر انجام دیتے تھے۔ تاریخ اسلام میں اس گھرانے کے علاوہ کوئی ایسا کنبہ نہیں جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اس درجہ جاں نثار اور رازدار تھا۔ حضرت ام رومان، حضرت عائشہ، حضرت اسماء اور حضرت عبدالرحمٰن ہی نہیں اس گھرانے کے غلام بھی اللہ کے رسول کے معتمد علیہ تھے۔ شاید اس لئے قرآن حکیم نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر کے لئے صحابی کا لفظ استعمال کیا صحابی کا لفظ تو پھر عہدِ نبوی کے سب اہلِ ایمان کے لئے استعمال ہونے لگا لیکن قرآن حکیم انہیں الفاظِ وحی میں یہ شرف صرف اور صرف صدیقِ اکبر کو حاصل ہوا۔ اللہ کے رسول کے یہ اہلِ بیت اپنے دینی کارناموں کیلئے تو سب میں منفرد اور ممتاز ہیں

اس خیال سے کہ خبریں پہنچانے والے نوجوان کے قدموں کے نشان دشمنوں کو نہ مل سکیں۔ ریوڑ صبح و شام غار کے آگے سے لے جایا جاتا۔ چرواہا ان برگزیدہ مسافروں کا رازدار تھا۔ تین دن اس حال میں گزرے۔ چرواہا چوتھے دن منہ اندھیرے ایک اور آدمی کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اس کے ساتھ دو اونٹنیاں بھی تھیں۔ وہ آدمی راستے بتانے

والا تھا۔ اپنے کام میں بڑا ہوشیار۔ بنو وائل سے اس کا تعلق تھا۔ تھا تو وہ کافر مگر اجرت پر آیا تھا اور بھروسے کے قابل تھا۔ جب یہ اللہ والے وہاں سے نکلے تو اس چرواہے کو بھی ساتھ لے لیا گیا۔ بخاری کی روایت ہے کہ دو اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر دو اصحاب سوار تھے ـــــ ایک آقا ایک غلام! آقا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور غلام حضرت عامر بن فہیرہ! وہی جو پچھلے تین دن سے بکریوں کا ریوڑ لاتے اور لے جاتے رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انھیں آزاد کردیا تھا۔ لیکن یہ انھیں کے پاس رہتے تھے۔ ساتھ والی اونٹنی پر آقائے دو جہان سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آگے آگے بنو وائل کے عبداللہ بن اریقط راستے دکھاتے چل رہے تھے جو بعد میں ایمان لے آئے۔

مسافران راہ خدا یثرب کے راستے پر چل پڑے تھے لیکن یہ عام راستہ نہ تھا۔ سمندر کے کنارے کنارے ہو کر نہ جانے کن کن راستوں سے مڑتے مڑاتے، بچتے بچاتے اللہ کے یہ نیک بندے یثرب پہنچنے والے تھے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑا اڑائے نیزہ تانے ان کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے۔ یہ سراقہ بن حعبشم تھا۔ جو ـــــ خاکم بدہن ـــــ حضور اکرمؐ کی جان لینے کے ارادے سے نکلا تھا۔ سرداران قریش نے اعلان کیا تھا کہ جو اس کوشش میں کامیاب ہوجائے گا اسے ایک سو سرخ اونٹ ملیں گے۔ سراقہ نکلا تو بری نیت سے تھا پہنچا بھی ٹھیک جگہ تھا۔ لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کو نظروں کے سامنے دیکھ کر جب بھی وہ بری نیت سے جھپٹتا جلال نبویؐ سے بھری ہوئی نگاہ اٹھتی اور اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑتا۔ بےایمان شکی یہ حال دیکھ کر گھبرایا۔ عرب کے طریقے کے مطابق اس نے فال دیکھی کہ ـــــ حملہ کروں یا نہیں! اشارہ نکلا کہ ـــــ یہ خیال بھی نہ کرنا لیکن سو اونٹوں کا انعام بہت بڑا انعام تھا۔ وہ فال کی پرواہ نہ کر کے آگے بڑھا۔ اس مرتبہ اس کا گھوڑا اڑ گیا۔ پھر اس نے فال دیکھی پھر وہی اشارہ نکلا۔ اب اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے دل ہی دل میں توبہ کی۔ گھوڑا چھوڑ دیا۔ بھالا پھینک دیا۔ دوڑ کر آگے پہنچا۔ بولا ـــــ آیا تو بری نیت سے تھا لیکن اب توبہ کرتا ہوں۔ آپؐ تک پہنچ جانے کا کسی سے ذکر بھی نہ کروں گا۔ بس میری خطا بخشی جائے اور دو بول امن کے میرے لئے لکھ

دیئے جائیں تاکہ زندگی میں کبھی میرے کام آئیں! حضرت عامر بن فہیرہؓ کے پاس چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ بخاری میں ہے انھیں حکم ہوا کہ ـــــ اسے امن نامہ لکھ دیا جائے! کیا سعادت حضرت عامر بن فہیرہؓ کی قسمت میں آئی تھی کہ بارگاہ نبویؐ کے کاتب بن گئے تھے۔ بعد میں اس امن نامے سے سراقہ نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ نے ایمان کی دولت عطا فرمائی۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنھوں نے اعلان نبوت کے بعد ہی بہت جلد اسلام قبول کر لیا تھا۔ طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ اس وقت تک حضور اکرمؐ اپنے گھر سے حضرت ارقمؓ کے گھر منتقل نہیں ہوئے تھے۔

طبقات میں ہے حضرت عامرؓ اصل میں طفیل بن حارث کے غلام تھے۔ مسلمان ہوئے تو طفیل نے ان پر مظالم ڈھانا شروع کیئے۔ جیسی اذیتیں حضرت بلالؓ کو دی جاتی تھیں ویسی ہی تکلیفیں حضرت عامرؓ بن فہیرہ کی قسمت بھی لکھی تھیں۔ آخر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت بلالؓ کی طرح انھیں بھی خرید لیا اور خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت عامرؓ بھی حبشی نژاد تھے۔ ہجرت کے وقت تیس برس کی عمر تھی۔ ابن سعد چھتیس کا بتاتے ہیں۔ حضور اکرمؐ اور حضرت ابو بکرؓ کو کس درجہ ان پر اعتماد تھا اس کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ ایک انتہائی نازک موقع پر انھیں ساتھ رکھا گیا۔ یہ بات ان کی منزلت کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت عامرؓ بدری صحابہ کرام میں سے ہیں اور جنگ احد میں بھی شامل رہے۔ اصحاب بدر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔

سن ۴ ہجری میں نجد کا ایک سردار ابو براء بن عامر حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس نے آپؐ سے درخواست کی کہ کچھ صحابہ کو تبلیغ کے لئے نجد کے علاقے میں بھیجا جائے۔ بخاری میں ہے ستر اصحاب کی ایک جماعت روانہ کی گئی۔ جب یہ بزرگ ابو براء کے علاقے میں پہنچے تو ایک چشمے پر جس کا نام معونہ تھا انھوں نے پڑاؤ ڈالا۔ ابو براء نے ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا لیکن مبلغین کی اس جماعت کو کافروں نے شہید کر دیا۔

دھوکہ سے مسلمان شہید کیئے جارہے تھے۔ کافروں میں ایک شخص جبار بن سلمی نے حضرت عامرؓ بن فہیرہ کا نشانہ لیا اور ان کے کندھوں کے درمیان بھالے سے وار کیا۔ کڑا وار تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ نیزے کی نوک سینے میں دھنس کر پشت سے نکل گئی۔ زبان سے بے اختیار ایک جملہ نکلا ــــ اللہ کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا! جبار نے آگے بڑھ کر دیکھا تو چہرے پر اطمینان کی جھلک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ موت کا کوئی خوف نہ تھا۔ جبار نے دل میں سوچا ــــ اسے کونسی مراد مل گئی۔ کیا یہ قتل نہیں ہوا؟ جھک کر دیکھا تو جسم ٹھنڈا ہوچکا تھا۔ جبار کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ رہ رہ کر مرنے والے کا جملہ اس کے دل میں کھٹکتا رہا۔ جبار کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ ــــ ہمارے والد نے مسلمانوں سے مل کر اس جملے کا مطلب پوچھا۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ یہ شہادت کی تمنا تھی تو اس اللہ کے بندے کو بڑا تعجب ہوا کہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوکر مسلمان کیسے سرفروش اور کیسے جاں باز بن جاتے ہیں۔ **ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جبار بن سُلیمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کا بھی سخت دشمن تھا اور اس فکر میں مستقل سرگرداں رہا تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا دل پھیر دیا۔** اس جملے نے جبار بن سلمی پر اس حد تک اثر کیا کہ وہ گھر بار چھوڑ کر نکلے اور ایمان لے آئے۔ مومن کا مقام دیکھئے کہ وہ مرتے مرتے بھی تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

امیر شریعت نمبر

○ خطیب الامت، بطلِ حریت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے صد سالہ یوم ولادت ۱۹۹۲ء کے موقع پر ادارہ نقیب ختم نبوت اپنی خصوصی اشاعت "امیر شریعت" نمبر (حصہ اول) پیش کرچکا ہے۔ اس نمبر کو اندرون و بیرون ملک اتنی پذیرائی ملی کہ بہت سے احباب اس کے حصول کیلئے ہمیں خطوط لکھ رہے ہیں ــــ **تمام احباب اور قارئین** مطلع رہیں کہ اب ادارہ کے ذخیرہ میں بھی اس کے نسخے ختم ہوچکے ہیں۔

○ ہم اپنے وعدہ کے مطابق ان شاء اللہ جلد ہی امیر شریعت نمبر حصہ دوم قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔ تفصیلات آئندہ کسی شمارہ میں شائع کردی جائیں گی۔ (مدیر)